موجودہ حکومت کی اقلیت مخالف ذہنیت

از: مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی
وادیِ مصطفیٰ، شاہین نگر، حیدرآباد

بی جے پی حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد سے اقلیتی طبقات مسلمانوں پر خصوصا جس طرح عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے اور ہندوستان جیسے سب سے بڑے سیکولر ملک کی شبیہ بگاڑنے کی کوشش وتگ ودو ہورہی ہے، یہ نہایت ہی افسوسناک اور ملک کی نیک نامی پر مٹی پوتنے کے مترادف ہے، جب سے بی جے پی برسراقتدار آئی ہے، ہر روز فرقہ واریت کو بڑھادینے والے بیانات کا سلسلہ لگا ہوا ہے، ہر شدت پسند جری وبہادر ہوگیا ہے، ابھی حالیہ دنوں میں درپیش ہونے والے واقعات نے یہ خطرہ کی گھنٹی بجادی ہے، یہی صورتحال باقی وبرقرار رہتی ہے تو پھر وہ دن دور نہیں جب ہمارا ملک کا چین وسکون غارت ہوجائے گا، یہ قابلِ غور امر ہے مسلمان انڈونیشیا کے بعد ہندوستان کی شکل میں یہاں کے ایک بڑے باسی اور شہری کی حیثیت رکھتے ہیں، ان لوگوں کے تعلق سے تعصب اور تنگ ذہنی سے کام لینا اوران کے شعائر اوران کے مذہبی امور سے چھیڑخوانی کرنا اور ہر مسلمان کی جانب منسوب چیز سے گھن اور نفرت کا اظہار اور خصوصاً حکومت جو کہ ہندوستان کے دستور اور آئین کے تحت کام کرتی ہے، اس کا آر ایس ایس اوراس کی ذیلی تنظیموں کی جانب اس کا جھکاؤ اور میلان اوراس کے سامنے اپنی کارکردگی کا جواب دہ ہونا اور وزیراعظم سمیت تمام بڑے وزراء کا آر ایس ایس کی منعقدہ میٹنگ میں شرکت اور اپوزیشن پارٹیوں کی جانب سے اس پر تنقید کہ موجودہ حکومت بجائے اس کے کہ وہ عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی آر ایس ایس اس کا حساب کتاب لے رہی ہے، یہ ساری چیزیں ہندوستان کے سیکولرزم کے لیے خطرہ ہیں، اگرچہ ابھی قریب میں وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ کے بشمول بی جے پی کے جنرل سیکریٹری نے رام مادھو وغیرہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ یہ جنوبی دلی کے وسنت کنج میں ہونے والا یہ اجلاس آر ایس ایس کے حکومتی امور میں مداخلت کے مترادف ہے؛ لیکن آر ایس ایس کی مسلمانوں کے تئیں سنگ دلی اور فرقہ واریت اور شدپسندی گرچہ حکومت کی باگ ڈور جن کے ہاتھ میں ہے، وہ بھی آر ایس ایس کے ہی پروردہ اوراسی کے تربیت یافتہ ہیں، لیکن آر ایس ایس جس نے بی جے پی کے برسراقتدار آنے کے بعد جس طرح یہ کہا تھا کہ وہ حکومت کے امور میں کوئی دخل اندازی نہیں کرے گی، موجودہ اجلاس سے تو یہ

ثابت نہیں ہوتا؛ بلکہ حکومت کے آر ایس ایس کے سامنے جواب دہ ہونے کا احساس ہوتا ہے، جس کو کانگریس سمیت کشمیر کے عمر عبداللہ، ماویاتی وغیرہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آر ایس ایس حکومت کے معاملات میں دخل اندازی کررہی ہے، جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے اس اجلاس میں وزیر اعظم سمیت حکومت کے سربرآوردہ وزرا، مثلا: بی جے پی کے صدر امت شاہ، مرکزی وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ، وزیر خارجہ سشما سوراج، وزیر خزانہ ارون جیٹلی اور وزیر صحت جے پی منڈا وغیرہ نے شرکت کی ہے، اخبارات کے بموجب، ہندوستان کی مردم شماری میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد سمیت بابری مسجد، رام مندر اور کشمیر کا دفعہ 370 بھی اس اجلاس میں زیر بحث آئے، ایک طرف یہ صورتحال ہے اور دوسری طرف پروین توگڑیا اور ساکشی مہاراج جیسے شدت پسند لوگ مسلمانوں کی آبادی کے مسئلہ کو لے کر مسلمانوں کو ہراساں کرنے کی کوشش کررہے ہیں، دو سے زیادہ بچے پیدا کرنے والے مسلمانوں کی تمام سہولیات بشمول تعلیم وغیرہ کو ختم کرنے کی بات کہی جارہی ہے اور ان پر مجرمانہ مقدمات کے نفاذ کا مطالبہ کیا جارہا ہے، مسلم مخالف سوچ اور ذہنیت کس قدر پنپ رہی ہے، اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے نائب صدر ڈاکٹر حامد انصاری کی مجلس مشاورت میں شرکت اور وہاں ان کا حکومت کو یہ مشورہ دینا کے وہ مسلمانوں کے تئیں احساس تفریق کو ختم کریں، مسلمانوں کی پسماندگی کا ازالہ کریں، اپنے وعدہ ''سب کا ساتھ سب کا وکاس'' پر برقرار رہیں، حکومت نے صرف نائب صدر جمہوریہ کے بحیثیت ایک مسلمان کے مسلمانوں کے مسائل کی جانب متوجہ کرنے سے ایک واویلا اور طوفان کھڑا کیا، ان کے اس بیان کو واپس لینے کی بات کہی گئی، الیکٹرانک میڈیا، چینلوں پر مباحثے ہونے لگے، بی جے پی کے کئی ایک لیڈران بشمول جنرل سکریٹری کیلاش وجے ورگیہ، سریندر جین وغیرہ نے ان کو محض مسلمانوں کا لیڈر قرار دیا اور اسے ان کے اس بیان کو عہدۂ صدارت کے منافی گردانا، کیا مسلمانوں کے مسائل پر توجہ دلانا جرم ہے، اور یہ ڈاکٹر انصاری کے بحیثیت نائب صدر جمہوریہ کے ایک مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کو ہدفِ تنقید بنانا اور ان کے ہر عمل کو نوٹ کرنا یہ بی جے پی کا وطیرہ بن گیا ہے، اس سے قبل 26 جنوری کو جھنڈا کو سلامی نہ کرنے پر انھیں آڑے ہاتھوں لینے کی کوشش کی گئی، جب انھیں یہ بتلایا گیا کہ ہندوستان کے قانون اور پروٹوکول کے لحاظ سے جھنڈے کو سلامی دینا صرف اور صرف صدر جمہوریہ کا کام ہوتا ہے کسی اور کا نہیں، تو چپ سادھ گئے، اس طرح عالمی یوگا دِوس کے موقع پر نائب صدر جمہوریہ کی عدم حاضری پر واویلا مچایا گیا، پھر جب یہ بتایا گیا کہ پروٹوکول کے لحاظ سے جس جگہ نائب صدر کو بلایا جاتا ہے وہاں وزیر اعظم کو بطور مہمانِ خصوصی کے مدعو نہیں کیا جاسکتا، اس کے بتلانے کے بعد ہندوتنظیموں کی زبانیں گنگ ہوگئیں، اس کے علاوہ یہ بھی الزام لگایا گیا کہ راجیہ سبھاٹی وی نے یوگا دِوس کو نہیں دکھایا، چونکہ اس کا تعلق بھی نائب صدر جمہوریہ سے تھا، اس پر اعتراض اور واویلا گیا، پھر بعد ازاں راجیہ سبھاٹی

وی کی طرف سے ثبوت پیش کیے گئے کہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا تو پھر سانپ سونگھ گیا، نائب صدر جمہوریہ کو بحیثیت مسلمان کے ان کے ہر عمل کو دستور کی روشنی میں تولنے کی کوشش کرنا کیا ہندو فرقہ پرست جتنے بھی روزانہ مختلف فیہ بیانات دیتے ہیں اور مسلمانوں کو ہراساں کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، کیا یہ پروٹوکول کے تحت آتا ہے؟، اس کے چند دن قبل این ڈی ایم سی نے دہلی ایک اہم سڑک کا نام اورنگ زیب روڈ سے بدل کراے پی جے عبدالکلام روڈ رکھ دیا، اس کی وجہ بھی یہ بنی اورنگ زیب ایک مسلم حکمراں تھا، بی جے پی، پی جے عبدالکلام کے نام سے کوئی دوسری نو تعمیر شدہ روڈ منسوب کرسکتی تھی، مسلمان حکمرانوں کے نام کو حذف کرنا، یہ دراصل مسلم حکمرانوں کے ساتھ چڑ کا عندیہ دیتا ہے ، بہر حال روڈ کے نام کی تبدیلی کی حمایت ومخالفت میں بھی خوب گرما گرمی ہوئی، وہیں انگریزی اخبار انڈین ایکسپریس نے اپنی ایک شائع خبر میں یہ بتلایا کہ 2011 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں کم سے کم 177 شہر اور گاؤں ایسے ہیں جن کا نام اس مغل بادشاہ کے نام پر رکھا گیا ہے، اورنگ زیب سے منسلک سب سے زیادہ مشہور نام ''اورنگ آباد'' ہے، ملک بھر میں 63 اورنگ آباد ہیں، جن میں سے 48 اتر پردیش میں ہیں۔ یہ سارے نام اس عظیم حکمراں اور بادشاہ کی بلاتفریق مذہب وملت کے لوگوں میں مقبولیت اور رواداریوں کو بتلاتے ہیں، ایک ہندو مؤرخ رائے بہادر لالہ بیج ناتھ کتاب ''ہندوستان گذشتہ وحال میں'' اورنگ زیب عالمگیر مذہبی رواداری کے تعلق سے لکھتے ہیں:

> ''مسلمان فرماں رواؤں کی نسبت یہ اعتراض بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ان کے عہد میں نئے مندروں کی اجازت نہ تھی؛ لیکن یہ سراسر غلط ہے، بہت سے مندر اس عہد کے تعمیر شدہ اس وقت موجود ہیں، گجرات میں کثیر تعداد میں قدیم مندر ہیں، ان میں بڑی تعداد ایسے مندروں کی ہے جو عالمگیر کے عہد میں تعمیر ہوئے''۔

بہر حال جب سے بی جے پی برسر اقتدار آئی ہے، ہندوستان کے سیکولرزم اور اس کی جمہوری شناخت کو ختم کرنے اور خصوصاً ملک کی دوسری سب سے بڑی آبادی مسلمانوں کو ہراساں کرنے اور ان کے شعائر میں دخل اندازی کی کوشش تیز تر ہوتی جاری ہے، جس کے مسلم پرسنل بورڈ نے ''دین بچاؤ، دستور بچاؤ تحریک'' شروع کرنے کا عندیہ دیا ہے، جس کے لیے دارالعلوم حیدرآباد میں اس کا خصوصی اجلاس منعقد ہو چکا ہے، جس میں فرقہ واریت کے بڑھتے اثرات کو ختم کرنے اور ہندو مسلم اتحاد کے قیام کے لیے کوشاں ہونے کی بات کہی گئی، یوگا، وندے ماترم اور سوریہ نمسکار جیسے متنازعہ فیصلوں پر قانونی لڑائی لڑنے کا بھی عندیہ دیا گیا، اور یہ کہا گیا کہ ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے، یہاں کے دستور میں مذہبی آزادی حاصل ہے، یہاں کے ہر شہری اور باسی کو یکساں حقوق حاصل ہیں؛ اس لیے مسلمان اپنے دین وایمان کا سودا نہیں کرسکتے۔